

پاکستان کی تاریخی پس منظر

1. بر صغیر پاک و ہند میں مسلم معاشرہ

ابتدائی اثرات: بر صغیر میں اسلام کا پھیلا دساتیں صدی میں عرب تاجروں کی آمد کے ساتھ شروع ہوا اور دہلی سلطنت (1526-1526) اور مغل سلطنت (1526-1857) جیسے مختلف مسلم سلطنتوں کے قیام کے * ساتھ پڑھا۔

شقائقی اور سماجی اثرات*: اسلام نے معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثر ڈالا، جیسے فن، تعمیرات، زبان اور تعلیم۔ قابل ذکر کاموں میں تاج محل کی تعمیر اور اردو زبان کی ترقی شامل ہیں۔ *

مسلم معاشروں کی تحریک:

نمہبی اصلاحات اور تعلیم: *

مختلف اصلاحی تحریکیں ابھریں جن کا مقصد اسلامی طریقوں کی تطہیر اور تعلیم پر زور دینا تھا۔ اس سیاق میں سب سے نمایاں شخصیت شاہ ولی اللہ (1703-1762) تھیں، جنہوں نے اسلامی اصولوں اور تعلیمات کی بحالی کی کوشش کی۔

مزاحمت اور احیاء*: سید احمد بریلوی (1786-1831) جیسے رہنماؤں نے برطانوی اور سکھ غلبے کے خلاف فوجی مہماں کی قیادت کی، اسلامی حکمرانی قائم کرنے کی کوشش کی۔ *

اسلامی معاشرے کا زوال:

اندر وطنی اختلافات:

18 ویں صدی میں مغل سلطنت کے زوال کا سبب اندر وطنی اختلافات، کمزور قیادت اور اقتصادی مسائل تھے، جنہوں نے اسے بیرونی طاقتون کے لئے کمزور بنادیا۔

نوآبادیاتی تو سچ: *

یورپی نوآبادیاتی طاقتیں، خاص طور پر برطانوی، اس زوال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بر صغیر میں اپنی حکومت مغضوب کرتی گئیں۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے فوجی فتوحات اور سیاسی ہیر پھیر کے ذریعے آہستہ آہستہ اپنا کنٹرول بڑھایا۔

برطانوی راج کا قیام - وجوہات اور نتائج

* وجہات *

فوجی برتری: برطانویوں کے پاس اعلیٰ فوجی تیکنائی اور حکمت عملی تھی۔ *

سیاسی اتحاد: انہوں نے مقامی حکمرانوں کے ساتھ اتحاد بنائے، ریاستوں کے درمیان اختلافات اور غیر وحدت کا فائدہ اٹھایا۔ *

معاشری مفادوں: ہندوستان کے وسائل اور بازاروں پر کنٹرول ایک اہم محرك تھا۔ *

معاشی استحصال:* برطانویوں نے ہندوستان کی معيشت کو اپنے مفادات کے لئے دبارة ترتیب دیا، جس سے دیانتی اور معاشی مشکلات پیدا ہو گئیں۔*

سمجی تبدیلیاں:* برطانوی پالیسیوں نے روایتی سماجی ڈھانچوں کو درہم برہم کیا، جس سے سماجی بد امنی اور زمین کی ملکیت کے نظام میں تبدلیاں آئیں۔*

تعلیٰ اثرات:* مغربی تعلیم اور قانونی نظام متعارف کرائے گئے، جس سے ایک بڑی ثقافتی تبدیلی واقع ہوئی۔*

پیسویں صدی میں مسلمانوں کا سیاسی ارتقاء

(1817-1898) سر سید احمد خان

سر سید احمد خان کا پیش منظر

سر سید احمد خان 1817ء میں دہلی میں پیدا ہوئے اور ایک متاز علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کی تعلیمی اور سماجی پیمانہ گی انہیں ترقی کی دوڑ میں پیچھے چھوڑ رہی ہے۔ انہوں نے اس صورت حال کو تبدیل کرنے کے لیے تعلیمی اور سماجی اصلاحات کا آغاز کیا۔

تعلیٰ اصلاحات:* سر سید احمد خان مسلمانوں کے جدید تعلیم کے لئے اہم شخصیت تھے۔ انہوں نے 1875ء میں علی گڑھ میں مخدن ایگلو اور بنگل کالج (جو بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بنی) کی بنیاد رکھی، جس کا مقصدِ اسلامی تعلیم اور مغربی سائنسی علم کے درمیان فرقہ کو ختم کرنا تھا۔

سمجی اصلاحات:* انہوں نے سماجی اصلاحات کی حمایت کی، جن میں مسلم کیونٹی کی بہتری، جدید تعلیم کی ترویج، اور روایتی طریقوں کو ترک کرنا شامل تھا۔*

سیاسی نی Italat:* سر سید کا منان تھا کہ مسلمانوں کو برطانویوں کے ساتھ و فادر ہنا چاہئے تاکہ ان کا اعتماد اور حمایت حاصل ہو، جو انہوں نے طویل مدت میں کیونٹی کے لئے مفید سمجھا۔*

سر سید احمد خان اور علی گڑھ تحریک بر صیر کے مسلمانوں کی تعلیمی اور سماجی اصلاحات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ علی گڑھ تحریک سر سید احمد خان کی کوششوں کا تیجہ تھی، جس کا مقصد مسلمانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنا اور انہیں قومی دھارے میں شامل کرنا تھا۔

علی گڑھ تحریک کا آغاز

علی گڑھ تحریک کا آغاز سر سید احمد خان کی تعلیمی اصلاحات کی کوششوں سے ہوا۔ ان کے چند اہم اقدامات یہ تھے

تعلیٰ اصلاحات

مدرسہ علوم شرقیہ:* 1859ء میں انہوں نے مراد آباد میں ایک مدرسہ قائم کیا جہاں جدید اور روایتی علوم دونوں کی تعلیم دی جاتی تھی۔

سائنسیک سوسائٹی:* 1864ء میں غازی پور میں سر سید نے سائنسیک سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس کا مقصد سائنسی اور جدید مضامین کا اردو میں ترجمہ اور اشاعت تھا۔

تہذیب الاخلاق*: 1870 میں سر سید احمد خان نے "تہذیب الاخلاق" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا جس میں جدید علوم، سائنسی فکر، اور سماجی اصلاحات پر مضامین شائع کیے جاتے تھے۔

تصانیف*: سر سید نے کئی اہم کتابیں لکھیں جن میں "آثار الصنادیر" اور "اسباب بغاوت ہند" شامل ہیں۔ ان کی تحریروں نے مسلمانوں میں تعلیمی اور سماجی شعور بیدار کیا۔

علی گڑھ تحریک کے اثرات

علی گڑھ تحریک نے بر صیغر کے مسلمانوں کی تعلیمی اور سماجی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے

جدید تعلیم کی فروغ*: علی گڑھ تحریک نے مسلمانوں کو جدید تعلیم کی اہمیت کا شعور دیا اور انہیں جدید سائنسی اور تکمیلی علوم کی طرف راغب کیا۔

سماجی اصلاحات*: سر سید احمد خان کی تحریروں اور تقریروں نے مسلمانوں میں سماجی اصلاحات کی تحریک پیدا کی۔ انہوں نے خواتین کی تعلیم، سماجی عدل، اور مذہبی رواداری کی اہمیت پر زور دیا۔

سیاسی شعور*: سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو برطانوی حکومت کے ساتھ تعاون کی پالیسی اختیار کرنے کا مشورہ دیتا کہ وہ تعلیمی اور سماجی میدان میں ترقی کر سکیں۔ ان کی پالیسی بعد میں مسلم بیگ کی تکمیل اور پاکستان کی تحریک کی بنیاد بنتی۔

مسلم شاخست کا تحفظ*: علی گڑھ تحریک نے مسلمانوں کی ثقافتی، مذہبی، اور تعلیمی شاخست کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

نتیجہ:

سر سید احمد خان اور علی گڑھ تحریک نے بر صیغر کے مسلمانوں کی تعلیمی، سماجی، اور سیاسی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کی کوششوں نے مسلمانوں کو جدید علوم اور سائنسی فکر سے آراستہ کیا اور انہیں قوی دھارے میں شامل کرنے میں مدد دی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی آج بھی سر سید احمد خان کی وراثت کا جیتا جا گاتا ثبوت ہے اور ان کی تعلیمی فلسفے کا عملی نمونہ ہے۔

تقسیم بگال کے اسباب

بگال کی تقسیم کا فیصلہ اور اس کے اثرات بر صیغر کی تاریخ میں ایک اہم موڑ تھے۔ آئیے تفصیل سے اس کے اسباب اور اثرات پر غور کرتے ہیں۔

تقسیم بگال 1905 میں ہوئی۔

انتظامی مشکلات*: بگال اس وقت بر صیغر کا سب سے بڑا صوبہ تھا، جس میں تقریباً 85 ملین کی آبادی تھی۔ اس وسیع صوبے کو موثر طریقے سے انتظام کرنے میں مشکلات پیش آ رہی تھیں۔

معاشی اور تجارتی مفادات*: برطانوی حکومت نے محسوس کیا کہ ایک بڑا صوبہ موثر انتظام کے بغیر معاشی ترقی میں رکاوٹ ہن رہا ہے۔ تقسیم کے بعد دونوں حصے بہتر طریقے سے ترقی کر سکتے تھے۔

فرقہ وارانہ تقسیم*: برطانوی حکومت نے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ تقسیم کو ہوادیئے کی کوشش کی۔

تقسیم کے اثرات:

فوری اثرات:

سیاسی بے چینی*: تقسیم نے بھاگل کے لوگوں میں شدید غصہ اور بے چینی پیدا کی۔ ہندو اور مسلم دونوں برادریوں نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا۔*

بھاگلی قوم پرستی کا جنم*: اس تقسیم نے بھاگلی قوم پرستی کو جنم دیا۔ "سودیش" تحریک کا آغاز ہوا جس کا مقصد برطانوی مصنوعات کا بازیکاش اور مقامی صنعتوں کو فروغ دینا تھا۔

انڈین نیشنل کا گیریں کی مخالفت*: انڈین نیشنل کا گیریں نے بھی تقسیم کے خلاف مضبوط موقف اختیار کیا اور ملک گیر احتجاجات منظم کیے۔*

مولیل مدقی اثرات:

نمہبی تقسیم*: اس تقسیم نے ہندو اور مسلم برادریوں کے درمیان تقسیم کی خلیج کو گھر اکر دیا۔ یہ فرقہ وارانہ تقسیم بعد میں ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم کی صورت میں سامنے آئی۔

سیاسی شعور*: تقسیم نے بر صیر میں سیاسی شعور کو بیدار کیا اور عوام میں برطانوی راج کے خلاف مزاحمت کی روح پیدا کی۔

شاہنی تبدیلیاں: تقسیم نے بھاگل کی ثقافتی، سماجی، اور اقتصادی ڈھانچے کو متاثر کیا۔ لوگوں کے درمیان باہمی روابط اور تعلقات پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔

تقسیم کی منسوخی

1911 میں برطانوی حکومت نے بھاگل کی تقسیم کو منسوخ کر دیا اور بھاگل کو دوبارہ ایک صوبہ بنادیا۔ اس اقدام کا مقصد عوامی دباؤ اور احتجاجات کو کم کرنا تھا۔

نتیجہ:

بھاگل کی تقسیم 1905 بر صیر کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ تھی جس نے سیاسی، سماجی، اور شاہنی منظر نامے پر دورس اثرات مرتب کیے۔ یہ تقسیم برطانوی حکومت عملیوں اور مقامی سیاسی تحریکات کے درمیان ایک تصادم کی عکاسی کرتی ہے، جس نے بر صیر کی مستقبل کی سیاست کو شکل دی۔

شاملہ وفرد (1906)

شملہ وند 1906ء میں مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مطالبات کو برطانوی حکومت کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک اہم واقعہ تھا۔ یہ وفد سر آغا خان کی قیادت میں قائم ہوا اور اس نے واپس ائے ہندوستان میں ملاقات کی۔

بہل منظر

سیاسی حالات*: 1905ء میں بیگانگی تفہیم کے بعد مسلمانوں میں سیاسی بیداری میں اضافہ ہوا۔ مسلمانوں کو یہ خدشہ تھا کہ ہندوؤں کے غالب ہونے کی صورت میں ان کے حقوق نظر انداز ہو جائیں گے۔ * -
مسلمانوں کے خدشات*: مسلمانوں کو تشویش تھی کہ ہندوؤں کے زیر قیادت کا گلریں ان کے سیاسی حقوق اور نمائندگی کے لئے موثر طریقے سے کام نہیں کرے گی۔ * -

وفد کی تشكیل

سر آغا خان کی قیادت*: سر آغا خان نے مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے ایک وفد تشكیل دیا، جس میں مختلف علاقوں سے نمایاں مسلمان رہنماء شامل تھے۔ * -
مکمل مطالبات*: وفد نے مسلمانوں کی سیاسی، تعلیمی، اور معاشی مسائل پر توجہ دی اور ان کے حل کے لئے مطالبات تیار کیے۔ * -

ملاقات

واپس ائے سے ملاقات*: وند نے 1 اکتوبر 1906ء کو شملہ میں واپس ائے لارڈ منٹو سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں مسلمانوں نے اپنے سیاسی خدشات اور مطالبات پیش کیے۔ * -

مطالبات

علیحدہ انتخابی حلقے*: وند نے مسلمانوں کے لئے علیحدہ انتخابی حلقوں کی نیگ کی، تاکہ ان کی سیاسی نمائندگی محفوظ رہے۔ * -
سیاسی نمائندگی میں اضافہ*: وند نے مطالبہ کیا کہ قانون ساز اداروں میں مسلمانوں کی نمائندگی ان کی آبادی کے تناسب سے ہوئی چاہئے۔ * -
تعلیمی موقع*: مسلمانوں کے لئے تعلیمی اداروں میں زیادہ موقع فراہم کرنے کی بات کی گئی، تاکہ ان کی تعلیمی حالت بہتر ہو سکے۔ * -

متانج

علیحدہ انتخابی حلقے کی منظوری*: برطانوی حکومت نے مسلمانوں کے علیحدہ انتخابی حلقوں کے مطالبے کو تسلیم کیا، جو مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کے لئے ایک اہم کامیابی تھی۔ * -
آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام*: شملہ وند کی کامیابی نے مسلمانوں کو اپنی الگ سیاسی جماعت بنانے کی ضرورت کا احساس دلایا، جس کے نتیجے میں 1906ء میں ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ * -
سیاسی بیداری میں اضافہ*: وند نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری اور اتحاد کو فروغ دیا اور ان کے حقوق کے لئے جدوجہد کی راہ ہموار کی۔ * -

شملہ وند نے برطانوی حکومت کے سامنے مسلمانوں کے مطالبات کو موثر طریقے سے پیش کیا اور ان کی سیاسی جدوجہد میں ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ یہ وند ہندوستانی مسلمانوں کے لئے سیاسی اور سماجی حقوق کی حفاظت کے لئے ایک سنگ میں ثابت ہوا۔

تکمیل: آل انڈیا مسلم لیگ 30 نومبر 1906ء میں قائم ہوئی، جس کا مقصد برطانوی ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی مفادات کی نمائندگی کرنا تھا۔ یہ مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی سیاسی بیداری اور ان کے حقوق کی حفاظت کی ضرورت کے جواب میں قائم کی گئی۔ سراغان خان کو اس کے پہلے صدر بنے۔ قائد اعظم 1906ء میں کنگریس میں شامل ہوئے۔ اور 1913ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

- * مقصود *

مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ: مسلم لیگ نے مسلمانوں کے سیاسی، معاشری اور ثقافتی حقوق کی حفاظت کی کوشش کی۔ *

سیاسی نمائندگی: اس کا مقصد قانون ساز اداروں میں مسلمانوں کی مناسب نمائندگی کو تیینی بنانا تھا۔ *

قوی ہم آہنگی: ابتداء میں، مسلم لیگ نے برطانویوں اور دیگر کمیونٹیز کے ساتھ تعاون کو فروغ دیا، لیکن مسلمانوں کی الگ شناخت کو برقرار رکھا۔ *

- * اہم ترقیات *

لکھنؤپیکٹ (1916) -

کا گلریس اور مسلم لیگ کے درمیان خود مختاری کے لئے مل کر کام کرنے کا معابدہ۔ لکھنؤپیکٹ (1916) کی تفصیل

لکھنؤپیکٹ 1916ء میں آل انڈیا مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کا گلریس کے درمیان ایک اہم سیاسی معابدہ تھا۔ اس معابدے نے برطانوی حکومت کے خلاف مشترکہ جدوجہد کے لئے دونوں جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔

پہلی منتظر

سیاسی حالات: انیسویں صدی کے آغاز تک ہندوستان میں برطانوی راج کے خلاف عوامی ناراضگی بڑھ رہی تھی۔ مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں نے اپنی سیاسی حقوق اور خود مختاری کے لئے جدوجہد کی ضرورت محسوس کی۔

مسلم لیگ اور کا گلریس کی کوششیں: آل انڈیا مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کا گلریس نے علیحدہ علیحدہ طریقوں سے برطانوی حکومت کے خلاف اپنی جدوجہد کی تھی، لیکن دونوں جماعتوں نے *

محسوس کیا کہ ان کے مشترکہ مفادات ہیں

اہم نکات

مشترکہ مطالبات: دونوں جماعتوں نے برطانوی حکومت سے مشترکہ طور پر اصلاحات کا مطالبہ کیا، جن میں *

منتخب اداروں میں وسیع تر نمائندگی: منتخب اداروں میں زیادہ وسیع نمائندگی کی مانگ کی گئی، تاکہ ہندوستانیوں کو حکومت میں زیادہ حصہ مل سکے۔ *

صوبائی خود مختاری: صوبوں کو زیادہ خود مختاری دینے کی بات کی گئی، جس سے مرکزی حکومت کی مداخلت کم ہو سکے۔ *

سول سرو سمز میں زیادہ موقع: سول سرو سمز میں ہندوستانیوں کے لئے زیادہ موقع فراہم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ *

علیحدہ انتخابی حلقة: مسلم لیگ نے علیحدہ انتخابی حلقوں کی مانگ کی، جس کا مقصد مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کو محفوظ بنانا تھا۔ کا گلریس نے اس مانگ کو تسلیم کر لیا، جو لکھنؤپیکٹ کا ایک اہم پہلو۔ *

بین المذاہب ہم آہنگی: لکھنؤپیکٹ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان سیاسی تعاون کو فروغ دیا، جو برطانوی راج کے خلاف ایک مضمون اتحاد کے قیام کا سبب بنا۔ *

نتائج

سیاسی اتحاد: لکھنؤپیکٹ نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اتحاد کو مضبوط بنایا اور مشترکہ جدوجہد کو فروغ دیا۔ *

اصلاحات کے لئے رہنماؤں اور معاہدے نے مستقبل میں آئینی اصلاحات کی راہ ہموار کی اور ہندوستانیوں کے سیاسی حقوق کی جدوجہد کو ایک منی شکل دی۔ *

جناب کی اہمیت: محمد علی جناح نے لکھنؤپیکٹ میں اہم کردار ادا کیا، جس کی وجہ سے ان کی قیادت کو مسلم لیگ اور کا گلریس دونوں میں تسلیم کیا گیا۔ *

لکھنؤپیکٹ نے برطانوی حکومت کے خلاف مشترک جدوجہد کے لئے ایک مغضوب بنیاد فراہم کی اور ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔

علیحدہ انتخابی حلقوں کی مانگ: مسلم لیگ کی مسلمانوں کے لئے علیحدہ انتخابی حلقوں کی مانگ نے سیاسی منظر نامے کو ٹھکل دی۔*

قرارداد پاکستان (1940): محمد علی جناح کی تیادت میں لیگ نے مسلمانوں کے لئے خود مختاری یاستوں کی تشكیل کی باضابطہ طور پر مانگ کی، جس کے نتیجے میں 1947ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔*

یہ تاریخی واقعات پاکستان کے قیام کی بنیاد بنائے اور آج بھی اس کے معاشرتی اور سیاسی حالات پر اثر انداز ہیں۔

جنح-گاندھی مذاکرات (1944)

جنح-گاندھی مذاکرات 1944ء میں قائد اعظم محمد علی جناح اور مہاتما گاندھی کے درمیان ہوئے، جس کا مقصد ہندوستان کی آزادی کے بعد سیاسی نظام کے بارے میں اختلافات کو حل کرنا تھا۔ ان مذاکرات کا مقصد مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اتحاد کو فروغ دینا اور مستقبل کے ہندوستان کے لئے ایک متفقہ سیاسی حل تلاش کرنا تھا۔

پس منظر

برصیر کی صورتحال: 1940ء میں مسلم لیگ نے قرارداد لاہور (پاکستان قرارداد) منظور کی، جس میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ یاستوں کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے برکٹ، کاگر لیں ایک متحدہ ہندوستان کی حمایت۔* کرتی تھی۔

بڑھتی ہوئی سیاسی تباہ: دوسری جنگ عظیم کے دوران برطانوی حکومت کی پالیسیوں نے ہندوستان میں سیاسی تباہ کو بڑھادیا تھا، اور دونوں بڑی جماعتوں، مسلم لیگ اور کاگر لیں، کے درمیان اختلافات بڑھ رہے تھے۔*

مذاکرات کی تکمیل

مہاتما گاندھی کا کردار: گاندھی نے 1944ء میں محمد علی جناح سے مذاکرات کی درخواست کی، جس کا مقصد مسلمانوں کے تحفظات کو دور کرنا اور ایک مشترک سیاسی حل تلاش کرنا تھا۔*

محمد علی جناح کی شرکت: جناح نے مذاکرات میں شرکت کی، کیونکہ وہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے مطالبات کو تسلیم کروانے کے لئے پر عزم تھے۔*

مذاکرات کے اہم نکات

پاکستان کا مطالبہ: جناح نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ یاست، پاکستان، کے قیام کا مطالبہ کیا، جسے گاندھی نے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔*

مستقبل کا سیاسی نظام: دونوں رہنماؤں نے ہندوستان کی آزادی کے بعد کے سیاسی نظام پر تبادلہ خیال کیا، جس میں وفاقی ڈھانچے، خود مختاری یاستوں، اور اقلیتوں کے حقوق پر بات چیت ہوئی۔*

اقلیتوں کے تحفظ: گاندھی نے ایک متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے مہانتیں دینے کی پیشکش کی، لیکن جناح نے ان مسلمانوں کو ناکافی سمجھا۔*

مذاکرات کا اختتام

ناکامی: مذاکرات کسی متفقہ حل پر پہنچنے میں ناکام رہے۔ جناح نے مسلمانوں کے لئے علیحدہ یاست کے مطالبے پر زور دیا، جبکہ گاندھی نے ایک متحدہ ہندوستان کی وکالت کی۔*

سیاسی تباہ میں اضافہ: مذاکرات کی ناکامی کے بعد دونوں جماعتوں کے درمیان سیاسی تباہ میں مزید اضافہ ہوا، اور ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں ایک نیا موڑ آیا۔*

دو قومی نظریہ*: جناح نے دو قومی نظریہ کو مزید مضبوط کیا، جس کے تحت ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو الگ قومیں تصور کیا گیا جو ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔*

1946 کے انتخابات میں مسلم لیگ نے بڑے بیانے پر کامیابی حاصل کی، جس نے پاکستان کے قیام کے لئے مزید حمایت فراہم کی۔

قیام پاکستان*: ان مذکورات کی ناکامی نے 1947 میں ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کی راہ ہموار کی۔*

جناح-گاندھی مذکورات ہندوستان کی آزادی کی تحریک کے ایک اہم اور نازک مرحلے کی عکاسی کرتے ہیں، جس میں دونوں رہنماؤں کے درمیان اختلافات نے بر صفائی کی سیاسی مستقبل کو شکل دی۔